حرف وسخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

# قرض پر لئے جانے والے منافع اوران کے شرعی احکام

# A theoretical study of benefits on loans and their shariah rulings

1. محمد اخلاق، لیکچرر یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

muhammad.akhlaq@umt.edu.pk

## Abstract

*Every person needs money to fulfill their basic needs, especially in our society and generally around the world, the unfair distribution of wealth is the reason for poverty and lack of resources. This leads them to take loans to meet their needs. The institutions that provide loans receive various benefits on the loans. In this article, we will discuss the benefits taken on loans and their ways, as well as establish a principle through which lawful and unlawful benefits can be determined.*

ہر انسان کو اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے روپے پیسے کی ضرورت پڑتی ہے، ہمارے معاشرہ میں خاص کر اور پوری دنیا میں عام طور پر انسانیت دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ غربت اور مال ودولت کی کمی کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے قرض کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ قرض دینے والے ادارے قرض پر مختلف نوعیت کے منافع وصول کرتے ہیں۔ ہم اس مقالہ میں قرض پر ملنے والے منافع اور ان کے حیلوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اصول بھی طے کریں گے جس کے ذریعہ جائز اور ناجائز منافع کا تعین کیا جاسکے گا۔

## قرض پر لئے جانے والے منافع اوران کے احکام

بنیادی طور پر قرض پر لئے اور دیئے جانے والے فوائد اور منافع دو طرح کے ہیں؛ ا۔ مشروط منافع، اور ۲۔ غیر مشروط منافع

### منافع مشروطہ اوران کے احکام:

ایسے منافع جو قرض دیتے وقت بطور شرط طے کئے جائیں، یا ان منافع کا عُرف ہو تو وہ بھی قاعدہ المعروف کالمشروط کی بنا پر مشروط ہی ہوں گے، وہ چار طرح کے ہیں:

i. قرض کے بدلہ میں کسی بھی طرح کا مشروط یا معروف اضافہ لینا
ii. سفتجہ: قرض کو کہیں اور پہنچانے کی شرط
iii. قرض میں اُجل کی منفعت
iv. اپنی وجاہت سے قرض دلوانے کا مالی نفع

**ا۔ قرض پر مشروط یا معروف اضافہ:** قرض میں اصل اصول تو یہ ہے کہ اس کا بدل صفت اور قدر میں مساوی اور برابر واپس کیا جائے، اسی وجہ سے فقہاء کا قرض پر کسی بھی قسم کی منفعت، اضافہ اور زیادتی لینے کی حرمت پر اتفاق ہے، اور سود کے زمرہ میں آتی ہے۔ چاہے وہ اضافہ قرض کی صفت میں ہو جیسے ادنی چیز قرض دے کر اعلی چیز

کی واپسی کی شرط لگانا، یاقرض کے ساتھ کسی چیز کی شرط ہو جیسے مقرض قرض خواہ سے قرض کے ساتھ گفٹ اور ہدیہ کی شرط لگائے، یا وہ اضافہ منفعت اور فائدہ ہو جیسے مقرض مقروض پر قرض دیتے وقت یہ شرط لگائے کہ وہ اس کے ہاں کام کرے گا، یا کوئی اور خدمت لے جو کہ قرض میں مشروط ہو۔ یہ تمام طرح کا اضافہ ربا القرض اور ربا الجاہلیہ کے زمرہ میں آتا، چاہے اضافہ کی شرط قرض دیتے وقت ابتداء سے لگائی جائے یا قرض کی ادائیگی کے وقت لگائی جائے، بہر صورت یہ اضافہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

اسی ربا القرض کی حرمت پر اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

{الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا} [1]

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (278) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ} [2]

نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ

وربا الجاهلية موضوع وأول ربا أضع ربانا، ربا عباس بن عبد المطلب فإنه موضوع كله"[3]

اسی طرح امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ

"ألا إن كل ربا من ربا الجاهلية موضوع، لكم رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تُظلمون"[4]

حضرت امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ

"لا ربا إلا في النسيئة"[5]

"الذهب بالذهب والفضة بالفضة والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل، سواء بسواء، يداً بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يداً بيد"[6]

اصل میں قرض کی صورت ''ربا النسیئہ'' کی ہے۔ قرض کی بنیاد تبرع اور مقروض کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے، جبکہ خرید وفروخت کی بنیاد معاوضہ پر ہے، لہذا شریعت نے حکم کے اعتبار سے دونوں میں فرق رکھا ہے، اور جب قرض میں اضافہ اور زیادتی کی شرط لگائی جاتی ہے، تو وہ اپنی اصل یعنی تبرع اور ارتفاق سے نکل کر معاوضہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے، لہذا اب اس پر ربا کے احکام لاگو ہوں گے، اس لئے درج بالا ربا کی قسم پر یہ حدیث بھی صادق آئے گی۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"كل قرض جر منفعة فهو ربا"[7]

اس حدیث کے مطابق قرض پر کسی بھی قسم کا نفع اور منفعت لینا سود کے زمرے میں آتی ہے، اگرچہ یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، لیکن اس کے متن کی دیگر احادیث کے متون، صحابہ کے آثار اور اجماعات سے تائید ہوتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

تمام مکاتب فکر، ائمہ مجتہدین اور محدثین عظام کا سود کی اس صورت کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ سود کی اس صورت کی مروجہ تطبیقات پر بحث ان شاءاللہ باب پنجم میں کریں گے۔

۲۔ سفتجہ: قرض کو کہیں اور پہنچانے کی شرط:

مقروض پر مقرض یہ شرط عائد کرے کہ میرا قرض کی ادائیگی آپ نے کراچی میں کرنی ہے، جبکہ مقروض نے مقرض سے قرض لاہور میں لیا تھا۔ اب مقرض اپنے مقروض سے لاہور سے کراچی قرض کی منتقلی کا فائدہ اور منفعت لے رہا ہے، اسے فقہ کی اصطلاح میں ''سفتجہ'' کہتے ہیں۔ بادی النظر میں یہ شرط اس معاملہ کو ربوی معاملہ بنا رہی ہے، لہذا یہ جائز نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جمہور فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی تائید صحابہ کے آثار سے ہوتی ہے، اور معاملات میں اصل اباحت ہے، جب تک کے ان کے حرام اور ناجائز ہونے پر کوئی نص یا علتِ نص نہ دلالت کرے۔ اس صورت پر نہ تو کوئی صریح نص موجود ہے، اور نہ ہی معنیً نص اس پر دلالت کرتا ہے، لہذا قرض پر مذکورہ منفعت کی صورت جائز ہوگی۔

۳۔ قرض میں ''اجل'' اور مدت کی شرط لگانا

قرض کی ادائیگی میں یہ مدت اور اجل کی شرط لگانے سے وہ مدت اور اجل مقرض پر لازم ہو جاتی ہے، یعنی مقرض اس مدت اور اجل سے قبل مقروض سے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کی دو رائے ہیں؛ امام شافعیؒ کا موقف ہے کہ قرض میں مدت اور اجل کی شرط لازم ہو جاتی ہے، لہذا مقرض اس مدت اور اجل سے قبل مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے میں قرض میں ''اجل'' سہولت کے لئے، قرض کے معاملہ میں اجل اس عقد کا حصہ اور لازمی جزو نہیں بنتی، لہذا مقرض مقروض سے طے شدہ اجل اور وقت سے پہلے اپنے قرض کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۴۔ اپنی وجاہت سے قرض دلوانے کا مالی نفع:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی وجاہت اور ساکھ کے ذریعہ دوسرے شخص کو قرض دلائے، پھر اس کی دو صورتیں بنتی ہیں؛ ا۔ اس قرض دلانے پر کچھ بھی وصول نہ کرے، ۲۔ اس قرض دلانے پر اپنی فیس یا چارجز وصول کرے۔

پہلی صورت نا صرف جائز ہے، بلکہ اپنی بھائی کی مدد کرنے، اس کی مشکل دور کرنے کی وجہ سے مستحب اور قابل تحسین ہے۔ جب کہ دوسری صورت کے بارے میں تین اقوال ہیں؛ ا۔ مطلقا جائز ہے، ۲۔ مطلقاً حرام اور ناجائز ہے، ۳۔ اس میں تفصیل ہے کہ اگر قرض دلانے والا اپنے وجاہت اور سفارش کا معاوضہ وصول کر رہا ہے تو یہ حرام ہے، اور ناجائز ہے، اور اگر وہ قرض دلانے کی حقیقی لاگت اور خرچہ وصول کر رہا ہے تو ہو جائز ہے بشرطیکہ وہ اتنے ہی پیسے اور رقم وصول کرے جتنے اس نے قرض دلانے پر خرچ کئے ہوں، یا خرچ ہوتے ہوں۔ اس سے زیادہ وصول کرنا درست نہیں۔

حضرت ابو امامہؓ کی حدیث کی وجہ سے تیسرا قول راجح ہے، اور غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرض کے معاملہ میں کوئی سود کی صورت نہیں، عدمِ جواز سفارش اور وجاہت کا عوض وصول کرنے کی وجہ سے ہے۔ حضرت ابو امامہؓ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

من شفع لأخيه بشفاعة، فأهدى له هدية عليها فقبلها فقد أتى باباً عظيماً من أبواب الربا[8]

**منافع غیر مشروطہ اور ان کے احکام:**

ایسے منافع جو قرض دیتے وقت بطور شرط طے نہ کئے جائیں، یا ان منافع کا عُرف نہ ہو، اس طرح کے منافع اور فوائد دو طرح کے ہیں: ا۔مادی فوائد اور ۲۔معنوی یعنی غیر مادی فوائد

**غیر مشروط مادی فوائد:**

پھر غیر مشروط مادی فوائد کی دو صورتیں ہیں: الف۔ غیر مشروط مادی فوائد قرض کی ادائیگی کے وقت، ب۔ غیر مشروط مادی فوائد قرض کی ادائیگی سے پہلے۔

**الف۔ غیر مشروط مادی فوائد قرض کی ادائیگی کے وقت**

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ قرض پر مشروط اور معروف مادی فائدہ لینا ناجائز اور حرام ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ قرض پر غیر مشروط و غیر معروف فائدہ لینا جائز ہے یا ناجائز، اس میں راجح قول یہ ہے کہ اگر قرض پر مادی اضافہ حسن قضاء اور احسان کے طور دیا جائے تو وہ نا صرف جائز ہے، بلکہ مستحسن ہے۔ یہی جمہور فقہاء کا مؤقف ہے، چاہے مقروض حسن قضاء میں معروف ہو یا نہ ہو، بہر صورت غیر مشروط اور غیر معروف اضافہ جائز ہے۔

اس کے جواز پر ہم ذیل میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابورافع اور حضرت جابرؓ کی احادیث ذکر کرتے ہیں؛

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ

**عن أبي رافع رضي الله عنه أن رسول اللّه صلى الله عليه وسلم استسلف من رجل بكراً، فقدمت عليه إبل من إبل الصدقة، فأمر أبا رافع أن يقضي الرجل بكره، فرجع إليه أبو رافع فقال لم أجد فيها إلا خياراً رباعياً، فقال: «أعطه إياه إنّ خيار الناس أحسنهم قضاء[9]**

**عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: استقرض رسول اللّه صلى الله عليه وسلم سناً فأعطى سناً فوقه وقال: خياركم محاسنكم قضاء[10]**

**عن جابر بن عبد اللّه - رضي اللّه عنهما- قال: كان لي على النبي صلى الله عليه وسلم دين فقضاني وزادني، ودخلت عليه المسجد فقال لي صل ركعتين[11]**

**عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: أتى رجل رسول اللّه صلى الله عليه وسلم يسأله، فاستسلف له رسول اللّه صلى الله عليه وسلم شطر وسق فأعطاه إياه. فجاء الرجل يتقاضاه فأعطاه وسقاً، وقال نصف لك قضاء، ونصف لك نائل من عندي[12]**

ان احادیث کے مطابق اگرچہ آپ ﷺ حسن قضاء میں معروف تھے، لیکن پھر بھی آپ کی طرف سے دیا جانے والا اضافہ سود اور ربا کے زمرہ میں نہیں آتا، بلکہ حسن قضاء کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور یہی تعامل امت کے علماء اور صلحاء کا رہا ہے۔

ب۔ غیر مشروط مادی فوائد قرض کی ادائیگی سے پہلے

مقرض مقروض سے قرض کی مدت کے دوران کسی بھی طرح کا غیر مشروط مادی فائدہ لیتا ہے جیسے ہدیہ لینا، ضیافت، اس کی سواری استعمال کرنا، اس سے کسی طرح کی خدمت لینا وغیرہ۔ اس طرح کے فوائد اور مادی منفعت کے بارے میں فقہاء کی دو رائے ہیں، جواز اور عدم جواز کی، البتہ راجح قول عدم جواز کا ہے۔ کیونکہ مقرض ان صورتوں میں مقروض سے اپنے قرض کی بنا پر استفادہ کر رہا ہے، جو کہ ''کل قرض جر منفعتا فھو ربا'' کی وجہ سے ناجائز ہے۔ البتہ اگر مقروض اور مقرض کے درمیان قرض

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

کے لین دین سے قبل رشتہ داری یا دوستی وغیرہ کی وجہ سے ہدیہ لینے دینے، خدمت کرنے اور ضیافت وغیرہ کرنے کا رواج تھا تو پھر یہ فوائد اور منافع ناجائز نہیں ہوں گے، کیونکہ یہ منافع اور فوائد قرض کی وجہ سے نہیں، بلکہ رشتہ داری اور دوستی وغیرہ کی وجہ سے ہیں۔

چنانچہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے؛[13]

**أنس بن مالك - رضي الله عنه - قال: قال رسول اللّه صلى الله عليه وسلم: إذا أقرض أحدكم قرضاً فأهدى إليه أو حمله على الدابة فلا يركبها ولا يقبله، إلا أن يكون جرى بينه وبينه قبل ذلك[14]**

اور اسی طرح کا عمل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

**غیر مشروطہ معنوی فوائد:**

مقرض کو اپنے مقروض سے درج ذیل غیر مشروط معنوی منافع اور فوائد ملتے ہیں؛

- قرض دینے والا کا شکریہ ادا کرنا اور دعا دینا

مقروض کا اپنے مقرض کو دعا دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا شرعا احسان کا بدلہ احسان کے زمرہ میں ہے، اور مقرض کے لئے یہ انعام اور جائزہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو قرض ادا کرتے وقت دعا دی اور تعریف کی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

**عن عبداللّه بن أبي ربيعة - رضي الله عنه - قال: استقرض مني النبي صلى الله عليه وسلم أربعين ألفاً، فجاءه مال فدفعه إليّ وقال: بارك اللّه لك في أهلك ومالك إنما جزاء السلف الحمد والأداء [15]**

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

**عن عبداللّه بن عمر – رضي اللّه عنهما- أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من استعاذ باللّه فأعيذوه، ومن سأل باللّه فأعطوه، ومن دعاكم فأجيبوه، ومن صنع إليكم معروفاً فكافئوه، فإن لم تجدوا ما تكافئونه فادعوا له حتى تروا أنكم قد كافأتموه [16]**

- مقرض کا مال کی ضمانت اور حفاظت کا نفع

مقرض مقروض سے اپنے مال کی حفاظت اور ضمانت کا فائدہ لیتا ہے، کیونکہ جب تک وہ مال مقروض کے پاس ہے تب تک اس کے نقصان اور خطرات کی ذمہ داری مقروض پر عائد ہوتی ہے، اس نے بہر صورت قرض کی ادائیگی کرنی ہے۔ یہ فائدہ اضافی نہیں، بلکہ قرض کا حصہ ہے اسی بارے میں علامہ ابن حزم نے فرمایا ہے کہ

**ليس في العالم سلف إلا وهو يجر منفعة، وذلك انتفاع المسلف بتضمين ماله، فيكون مضموناً تلف أو لم يتلف ...**

- قرض دے کر مقروض کی وجاہت اور سفارش سے فائدہ لینا

اگر مقرض مقروض کو قرض اللہ تعالیٰ کی رضا، اپنے بھائی کی مدد کرنے کے علاوہ اس ارادہ سے دے کہ وہ اس کی وجاہت اور تعلقات یا اس کے منصب، یا اس کے رشتی داروں کے مناصب یا تعلقات کی بنا پر اپنے کام نکلوائے گا تو یہ رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اور مقرض کا اپنے قرض کی بنا پر اس طرح فائدہ لینا حرام ہے۔ البتہ اگر مقرض کے لئے اپنے کام کروانے کے لئے یا ظلم سے بچنے کے لئے قرض دینے کے علاوہ اور کوئی صورت ہو ہی نہیں تو مقرض کے لئے قرض دے کر مقروض سے کام کروانا اور ظلم سے جان چھڑانا جائز ہوگا، لیکن مقروض کے لئے اس طرح قرض لے کر کام کرنا رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

قرض پر لئے جانے والے منافع کا اصول وضابطہ

«كل قرض جر منفعةً زائدة متمحضة مشروطة للمقرض على المقترض أو في حكم المشروطة فإن هذه المنفعة رباً».

اور جائز منفعت اور فوائد کے لئے اصول اور ضابطہ

«كل منفعة في القرض متمحضة للمقترض، وكل منفعة مشتركة بين المقترض والمقرض إذا كانت منفعة المقترض أقوى، أو مساوية»

## قرض پر منافع کے لئے حیلے

قرض پر منفعت حاصل کرنے کے لئے عوام نے مختلف طرح کے حیلے گھڑ رکھے ہیں، ان میں سے چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے؛

۱۔ بائع مشتری سے یہ کہے کہ میں یہ گھر آپ کو اس شرط پر بیچتا ہوں کہ جب بھی میں ثمن اور قیمت واپس کروں گا، آپ نے گھر مجھے واپس کر دینا ہے، یہ بیع بالوفاء ہے۔ جو کہ جمہور علماء کے ہاں قرض سے منفعت لینے کا ایک حیلہ ہے اور ناجائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں بائع حقیقتاً اپنے گھر کو مشتری کے پاس رہن رکھوا کر اس سے قرض لے رہا ہے، اس طرح مشتری مرہونہ چیز سے استفادہ کرے گا، اور بائع کو ثمن کی صورت میں قرض مل جائے گا۔ اور مرہون چیز سے مرتہن کا فائدہ لینا شرعاً سود کے زمرے میں آتا ہے۔

۲۔ پاکستان میں خاص کر میں نے پنجاب میں گھر اور دکانوں کو گروی رکھوانے کا بہت رواج دیکھا، جس میں صراحتاً گھر گروی رکھوا کر قرض لیا جاتا ہے، اور مرتہن اس گھر میں رہتا ہے، اس طرح اسے قرض کی بنا پر کرایہ کی بچت ہو جاتی ہے، جو کہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ بعض حضرات جو کہ مسائل سے کچھ واقف ہیں وہ اس کے لئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ قرض گروی رکھ کر اگر اس گھر کا کرایہ پچاس ہزار ہے تو تین چار یا پانچ ہزار کرایہ ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ گھر کی منفعت اس کرائے کے بدلہ میں ہو جائے۔ لیکن قرض کا معاملہ اور کرایہ کا معاملہ ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں، لہذا یہ سود سے بچنے کا محض حیلہ بن جاتا ہے، جو کہ ناجائز ہے۔ البتہ اگر مالک مکان پہلے کرایہ کا معاملہ کرے اور اس کے بعد کرایہ دار سے قرض لے اور قرض کا معاملہ کرایہ داری کے ساتھ مشروط نہ ہو تو پھر یہ معاملہ جائز ہوگا۔ لیکن عام طور پر ایسے ہوتا نہیں۔

۳۔ قرض پر منفعت کے حصول کے لئے ایک حیلہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بائع گھر شرطِ خیار پر بیچتا ہے اور مشتری گھر لے کر یا کوئی بھی چیز لے کر اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے۔ اب بائع اس قیمت سے مستفید ہوتا ہے، اور کچھ عرصہ بعد شرطِ خیار کو استعمال کرتے ہوئے مشتری سے وہ گھر واپس لے لیتا ہے۔ اس معاملہ میں بائع کو ثمن جو کہ حقیقتاً قرض ہے مل جاتا ہے، اور شرطِ خیار کی مدت میں مشتری اس گھر میں رہتا ہے، یا کوئی چیز ہے اسے استعمال کرتا ہے اس طرح وہ اپنے ثمن جو کہ حقیقتاً قرض ہے مستفید ہوتا ہے۔ یہ بھی قرض سے مستفید ہونے کا ایک حیلہ ہے جو کہ ناجائز ہے۔ البتہ بائع اور مشتری کا حقیقت میں اس چیز کو خریدنے اور فروخت کرنے کا ارادہ ہو تو پھر شرطِ خیار رکھنا اور اسے استعمال کرنا جائز ہے۔

۴۔ بعض دفعہ مقرض یہ شرط لگاتا ہے کہ مقروض اسے قرض لے کر کوئی چیز فروخت کرے گا۔ اس طرح قرض اور بیع کو اکھٹا کیا جاتا ہے، اس میں مقرض اس بیع میں ثمن کی قیمت کم کر کے اپنے قرض کی وجہ سے مستفید ہوتا ہے، جو کہ مذکورہ بالا اصول کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اور حدیث میں بھی بیع وسلف کے جمع کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

[1] البقرة: 275

[2] البقرة: 278، 279

[3] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب: حجة النبي صلى الله عليه وسلم.

[4] سنن أبو داود، كتاب: البيوع، باب: في وضع الربا ،سنن ابن ماجة: كتاب المناسك، باب: خطبة يوم النحر.

[5] صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب: بيع الدينار بالدينار نساء، صحيح مسلم كتاب المساقاة باب: بيع الطعام مثلاً بمثل

[6] صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب: الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً، وجامع الترمذي، كتاب: البيوع، باب: ما جاء في أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل، كراهية التفاضل فيه

[7] المصنف لابن أبي شيبة ، كتاب البيوع والأقضية، باب: من كره كل قرض جر منفعة

[8] سنن أبو داود، كتاب البيوع، باب: الهدية لقضاء الحاجة

[9] صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه

[10] صحيح البخاري، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائز. صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه، وخيركم أحسنكم قضاء

[11] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب: حسن القضاء، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب: استحباب تحية المسجد بركعتين، وكراهة الجلوس قبل صلاتها وأنها مشروعة في جميع الأوقات

[12] سنن البيهقي، كتاب البيوع، باب: الرجل يقضيه خيراً منه بلا شرط طيبة به نفسه

اس کی اسناد میں محبوب بن موسیٰ ہیں جو کہ متکلم فیہ راوی ہیں۔

[13] اس حدیث کو علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں اور علامہ البانی نے إرواء الغليل میں ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے متعدد طرق اور شواہد کی وجہ سے درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی لئے علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اور علامہ ابن تیمیہ نے مجموع الفتاوی نے حسن قرار دیا ہے۔

[14] سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام، باب: القرض، سنن البيهقي ، كتاب البيوع، باب: كل قرض جر منفعة فهو ربا

[15] سنن النسائي، كتاب البيوع، باب الاستقراض. واللفظ له، سنن ابن ماجة كتاب الأحكام، باب: حسن القضاء

[16] سنن أبو داود ، كتاب الزكاة، باب: عطية من سأل،سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب: من سأل بالله عز وجل